نمبر ۴۵ | دوشنبہ یکم دسمبر ۱۹۰۳ء مطابق ۱۱ رمضان المبارک ۱۳۲۱ھ | جلد ۲

ملفوظات

حضرت اقدس ؑ

واقعہ ۴ نومبر ۱۹۰۳ء

شام اور عشاء کی نماز میں حضرت اقدس علیہ السلام شامل نہ ہو سکے ظہر کے وقت آپ نے مولوی برہان الدین صاحب احمدی کو مخاطب فرما کر ایک تقریر فرمائی میرے پاس نوٹ بک موجود نہ تھی مگر میرے گرامی قدر دوست اور البدر کے دلی اور مخلص خیرخواہ **چودھری الہ داد خانصاحب کلارک صدر شاہ پور** (خدا ان کو خوش رکھے) انہوں نے بذات خود ایک مفید اور ضروری تقریر سمجھ کر اس کے نوٹ لئے اور بعد ازاں ان نوٹوں کو اپنے الفاظ میں مرتب فرما کر احمدی بھائیوں کو تحفہ رسانی کے طور پر دفتر البدر میں ارسال فرمایا اور موقعہ پر حضرت اقدس ؑ کے اشعار کو بھی خوب چسپاں کر دیا جس سے تقریر کی رونق اور بھی دوبالا ہو گئی ہے اس اخوت اور ہمدردی کی جو کہ ان کو احمدی احباب اور پھر البدر سے ہے خدا تعالیٰ ان کے لئے خود ہی جزا ہو اور ان کو اور مجھے اور میرے بھائیوں کو اس پر عمل درآمد کی توفیق عطا کرے آمین

محمد افضل

وہ تقریر بجنسہٖ ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

تقریر حضرت اقدس علیہ السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

چو کار عمر نہ پیداست بارے این اولیٰ
کہ روز واقعہ پیش نگار خود باشید

حضرت اقدس امام صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام بوقت ظہر حسب معمول اندر سے مسجد مبارکہ میں تشریف لائے اور مسند کو زیب نشست بخش کر مولوی برہان الدین صاحب جہلمی سے مخاطب ہو کر دریافت فرمایا کہ آپ کے چہرہ پر آثار پژمردگی و پریشانی و حیرانی کیسے نظر آ رہی ہیں؟

عرض کی کہ حضور! وجہ تو صرف یہی ہے کہ اب دوسرا کنارہ یعنی جہان ثانی نظر آ رہا ہے۔ کیونکہ بوجہ پیرانہ سالی کے اب عالم آخرۃ کا ہی خیال رہتا ہے گنتی کے دن اپنے سمجھنے چاہئیں مزید برآں عارضہ ضعف اور بھی اس کے سریع الوقوع ہونے پر شاہد ہے اور ضعف کا یہ باعث ہے کہ ابتدا میں کچھ مراقبہ و نفی و اثبات کا کسی قدر شغل رکھا ہے جس سے یہ عارضہ ضعف لاحق حال ہو گیا ہے۔ یہ سن کر حضرت اقدس نے ایک معانی خیز اور پر معارف لب و لہجہ کے ساتھ فرمایا کہ سبب تو یہ حاصل شدہ ہے۔ نتیجہ تو ضروری ہے ان تمام عارضی تجربات کو یکسو رکھکر صرف ایک ہی آستانہ بارگاہ ایزدی پر نظر رکھنی چاہئے کیونکہ ہر ایک سعادت کیش و متلاشی حق روح کا یہی مامن اور یہی ملجا و ماوا ہے۔ اور چونکہ یہ مسلّم امر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے مقربوں کے پاس رہنا گویا ایک طرح سے خود خدا تعالیٰ کے پاس رہنا ہوتا ہے اسواسطے اب آپ کو باقی ایام زندگی اسجگہ قادیان میں گذارنی چاہئیں اور یہاں آکر ڈیرا لگا دینا چاہئے اور اس شعر پر کاربند ہونا چاہئے ؎

چو کار عمر نہ پیداست بارے این اولیٰ
کہ روز واقعہ پیش نگار خود باشید

یہاں تو مقولہ "یک در گیر محکم گیر" پر عمل کرنا ضروری و لازمی ہے۔ ہر ایک کے لئے مناسب و واجب ہے کہ حسب استطاعت اپنے نفس کے ساتھ جہاد کر کے پوری سعی کرے تاکہ ٹھیک وقت پر سفر منزل **محبوب حقیقی** کے لئے طیاری کر سکے۔ بغیر جوش محبت کے اس راہ پر قدم مارنا بڑا مشکل ہے۔ اور ساتھ ہی اس پر استقلال و استقامت ضروری ہے۔ جب یہ امر حاصل ہو جاوے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جذب القلوب کا عمل بتدریج خود بخود شروع ہو جاوے گا جس سے صادقین کی محبت کی توفیق ملیگی اور استعمال تقویٰ یعنی پرہیزگاری آئینہ دل محو ہو کر تزکیہ نفس و تطہیر قلب نصیب ہوگا۔ پھر تلاش حق کا بیج بویا جاتا ہے جس سے صدق و صفا کا پودا مشکل پیدا ہوتا ہے اور محبت ذات ربانی کی آبپاشی سے نشو و نما پاتا ہے ؎

بمنزل جانان رسد ہمان مردی
کہ ہمہ دم در تلاش او دوان باشد

آپ اپنی پہلی حالت کو یاد کریں جبکہ آغاز سال ۱۸۸۶ء میں صرف حسبۃً للہ کا جوش آپ کو کشان کشان یہاں لایا تھا۔ اور آپ پاپیادہ افتان خیزان اس قدر دور فاصلہ سے پہلے قادیان پہونچے تھے اور جب ہم کو اس جگہ نہ پایا تو اسی بیتابی و بیقراری کے جوش میں نکالو کر کے پیدل ہی ہمارے پاس ہوشیارپور جا پہونچے تھے۔ اور جب وہاں سے واپس ہونے لگے تو اس وقت ہم سے جدا ہونا آپکو بڑا شاق گذرتا تھا۔ اب تو ایسا وقت آگیا ہے کہ آپ کو آگے ہی قدم مارنا چاہئے۔ نہ یہ کہ الٹا تساہل و تکاہل میں پڑیں۔ اب تو زمانہ بزبان حال کہ رہا ہے۔ اور نشانات و علامات سماوی بآواز دہل پکار رہے ہیں کہ ؎

چنین زمانہ چنین دور این چنین برکات
تو بے نصیب روی وہ چہ این شقا باشد
فلک قریب زمین شد زبارش برکات
کجاست طالب حق تا بعیش فزا باشد

بجز اسیر محبت عشق ربانی نیست ✦ بہ درد او دو جہان از تو بر ادوا باشد

غرض کہ پوری مستعدی و ہمت سے استقلال دکھلاویں یہ آثار پژمردگی ہیں بر محل معلوم نہیں ہوتے۔ یہاں کا رہنا تو ایک قسم کا **آستانہ ایزدی** پر رہنا ہے اس حوض کوثر سے وہ **آب حیات ملتا ہے** کہ جس کے **پینے** سے **حیات جاودانی نصیب ہوتی ہے** جس پر ابدالآباد تک موت ہرگز نہیں آسکتی۔

اچھی طرح کمر بستہ ہو کر پوری استقلال سے اس صراط مستقیم کی راہ رو بنیں۔ اور ہر قسم کی دنیوی رکاوٹوں اور نفسانی خواہشات کی ذرہ پرواہ نہ کرکے اللہ تعالیٰ کے صادق مامور کی پوری معیت کریں تاکہ حکم "کونوا مع الصادقین" کے فرمانبرداری کا سنہری تمغہ آپ کو حاصل ہو۔ یاد رکھیں کہ راستی و صداقت کے فرزند ہمیشہ جاہ و جلال کے تاج زرین کے وارث ہوا کرتے ہیں راستبازی کے حاسد دشمنوں کا جو انجام ہوا کرتا ہے وہ بھی پوشیدہ نہیں ؎

بسوزد آنکہ نسوزد بصدق در رہ یار
بمیرد آنکہ گریزندہ از فنا باشد

معلوم نہیں کہ آپ کو جہلم سے کیوں انس ہے۔ حالانکہ اس کی میم کی تشدید کو حذف کرنے کے بعد تو جہل ہی جہل رہ جاتا ہے۔ بھلا ہم لوگوں کا جہل سے کیا نسبت؟

مولوی صاحب نے عرض کی کہ **حضور!** واقعی یہ تو سچ ہے کہ جہلم بغیر جہل کے ہی ہے آخری میم نسبتی ہے فرمایا کہ جب یہ حال ہے تو ایسے جہل کو ترک کرنا چاہئے۔ وہاں کی رہائش کو یہاں کی رہائش پر کسیطرح بھی ترجیح نہیں ہو سکتی۔ پھر اس حالت میں مامورمن اللہ کی صحبت نہایت ضروری بلکہ مغتنمات سے ہے۔

خوش قسمت وہ جن کو یہ نعمت غیر مترقبہ نصیب ہو **جو شخص سب کچھ چھوڑ کر اسجگہ آکر آباد نہیں ہوتا۔ یا کم از کم ایسی تمنا دل میں نہیں** رکھتا اسکی حالت کی نسبت مجھے بڑا اندیشہ ہے کہ مبادا وہ پاک کرنیوالے تعلقات میں **ناقص** رہے۔ اپنے گھروں وطنوں اور املاک کو چھوڑ کر میری ہمسائیگی کے لئے **قادیان** میں بود و باش کرنا "**اصحاب الصفہ**" کا مصداق بننا ہے اور یہ تو ایک ابتدائی مرحلوں میں سے ہے ورنہ مردان خدا کو تو اگر اس سے بھی صدہا درجہ بڑھ کر دشواریوں و مصیبتوں کا سامنا ہوتا ہے تو وہ ان کی کچھ پرواہ نہیں کرتے بلکہ **وفور جذبہ** عشق محبوب حقیقی سے آگے ہی قدم مارتے ہیں۔

اور اپنا تمام دھن من تن اسی راہ میں صرف کر دینے کو عین اپنی سعادت و خوش قسمتی سمجھتے ہیں۔ اور یہی ان کا مقصود بالذات ہوتا ہے کہ دنیوی **علائق** کے جالوں کو توڑ کر اور اس کے پھندوں سے مخلصی پا کر اس جمیع محامد کی جامع ذات ستودہ صفات کی آستانہ سراپا برکت خیز پر پہونچنے کا شرف حاصل کریں + ؎

نتابد از رہِ جاناں خود سرِ اخلاص
اگرچہ سیلِ مصیبت بزور ہا باشد
براہِ یار عزیزاز بلا نہ پرہیزند
اگرچہ در رہِ آن یار اژدہا باشد
بدولت دو جہاں سر فرو نمے آرند
بعشقِ یار دلِ زار شان دوتا باشد

میں پھر توجہ دلاتا ہوں کہ درحقیقت مول **استقامت** یہی ہے۔ کلام مجید میں۔ الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا یعنی جو اللہ تعالےٰ کی طرف آجاتے ہیں وہ صرف اللہ تعالیٰ کے ہی راستہ [illegible] نہیں آتے۔ بلکہ اس [illegible] استقامت [illegible] کو [illegible] کیا [illegible] منزل [illegible] انشراح صدر کے [illegible] ہوتا ہے اللہ تعالےٰ ان کو اپنی خاص نعمتوں سے متمتع فرماتا ہے۔

محبت **ذوق الٰہی** ان کی غذا ہو جاتی ہے مکالمہ الٰہی۔ وحی۔ الہام۔ وکشف وغیرہ انعامات ہی سے شرف و بہرہ مند کئے جاتے ہیں۔ درگاہ رب العزت سے طمانیت و سکینت ان پر انرتی ہے۔ حزن و ملال ان کے نزدیک تک نہیں پھٹکتی۔ ہر وقت جذبۂ محبت و ولولہ **عشق الٰہی** میں سرشار رہتے ہیں گویا "لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون" کے پورے مصداق ہو جاتے ہیں۔ ما در بانی [illegible] ؎

کلید [illegible] ہمہ دولت [illegible] وفا
خوشا کسیکہ چنین دولتش عطا باشد

غرض **استقامت** بڑی چیز ہے۔ استقامت ہی کی بدولت تمام گروہ **انبیا** ہمیشہ مظفر و منصور و بامراد ہوتا چلا آیا ہے

ذات تقدس مآب باری تعالےٰ کے ساتھ ایک خالص ذاتی تعلق و گہرا پیوند قائم کرنا چاہئے جب یہ تعلق پورا قائم ہو جاوے۔ پھر ہر ایک غم سے خوف و خطر سے انسان محفوظ و مطمئن ہو جاتا ہے اور انشراح صدر کے بعد تمام بوجھ ہلکے ہو جاتے ہیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے صرف اس لئے کہ ان کو وہ ہر کہ در ایزدی یافت بازہر در دیگر "تافت" پر حق الیقین ہو جاتا ہے اور اس کی پر ثمر تاثیرات ان کے لوح قلب پر منقش ہو جاتی ہیں اور ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گئی ہوتی ہیں اور بوجہ استیلائے محبت و عشق الٰہی و شہود عظمت و جلال

ذات کبریائی ان کے **قلب سلیم** کا ہی ورد ...... ہو جاتا ہے ؎

نہ از چینم حکایت کن نہ از روم
کہ دارم دلستانے اندرین بوم
چو روئے خوب او آید بیادم
فراموشم شود موجود و معدوم

آپ اپنی ساری جسم و جان۔ روح و روان کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے ہو جاویں۔ پھر خدا تعالےٰ خود بخود تم سب کا حافظ و ناصر معین و کارساز ہو جاوے گا۔ چاہئیے کہ انسان کے تمام قوائے **آنکھ۔ کان۔ دل۔ دماغ دست و پا** جملہ متمسک باللہ ہو جاویں۔ ان میں کسی قسم کا اختلاف نہ رہے۔ اسی میں تمام کامیابیاں و نصرتیں ہیں یہی اصل **مراقبہ** ہے اسی سے **حرارت قلبی** در روحانیت پیدا ہوتی ہے۔ اور اسی کی بدولت ایمان کامل نصیب ہوتا ہے +

سب سے اول تو انسان کو اپنا مرض معلوم کرنا چاہئیے۔ جب تک مرض کی تشخیص نہ ہو علاج کیا ہو سکتا ہے؟ سو یہ وہ حالت ہے جب کہ **انسان نفس امارہ** کے زیر حکم چل رہا ہوتا ہے اس وقت صرف محرکات بدی یعنی شیطان ہی کی اس پر حکومت ہوتی ہے اور انہیں اللہ تعالےٰ سے دور افتادہ ہلاک ہونے والی ناپاک روحوں کا اس پر اثر ہوتا ہے۔

اس سے ذرا اوپر انسان ترقی کرتا ہے۔ تو اس وقت اس کا اپنے نفس کے ساتھ ایک جہاد شروع ہو جاتا ہے اس کی ایسی حالت کا نام **لوامہ** ہے اس وقت گو بد تحریکات بتی ہے ...... اس کو پوری مخلصی نہیں ہوتی مگر محرکات نیکی یعنی **ملائکہ** کی پاک تحریکات کی تاثیریں بھی اس پر مؤثر ہونے لگ جاتی ہیں۔ ان نیک تحریکات کی قوت و طاقت سے نفس امارہ سے اس کی ایک قسم کی کشتی ڈٹ جاتی ہے اور ان کی مدد سے تحریکات بد پر غلبہ پاتے پاتے زینہ ترقی پر چڑھنا شروع ہو جاتا ہے اور اگر فضل ایزدی شامل حال ہو تو بتدریج ترقی کرتا جاتا ہے آخر کار اس نفس لوامہ کی کشتی جیت لینے پر تمام تحریکات بدی کو مغلوب کر لیتا ہے اور اس مرحلے سے اوپر چڑھنے پر وہ ناپاک روحوں کی بری تحریکات کے نتائج بد سے بالکل محفوظ ہو کر امن الٰہی میں آ جاتا ہے اس حالت کامیابی و ظفر مندی وفائز المرامی کا نام **مطمئنہ** ہے اس وقت وہ ذات باری تعالےٰ سے آرام یافتہ ہوتا ہے اور اسی منزل پر پہونچ کر سالک کا سلوک ختم ہو جاتا ہے تمام تکلفات کٹ جاتے ہیں اور بلحاظ مدارج روحانیت

کی یہی جد و جہد کی انتہا اور اس کا مقصود ذاتی ہوتا ہے اس گوہر **مقصود** کے حصول پر وہ پورا کامیاب وفائز المرام ہو جاتا ہے۔ ہماری بعثت کی علت غائی بھی تو یہی ہے کہ رستۂ منزل جانان کے بھولے بھٹکوں۔ دل کے اندھوں۔ جذام ضلالت کے مبتلاؤں۔ ہلاکت کے گڑھے میں گرنے والے کور باطنوں کو صراط مستقیم پر چلا کر مبال ذات ذوالجلال کا شیرین جام پلایا جاوے اور **عرفان** الٰہی کے اس نقطہ انتہائی تک ان کو پہونچایا جاوے تا کہ ان کو حیات ابدی و راحت دائمی نصیب ہو اور جوار رحمت ایزدی میں جگہ لیکر **مست و سرشار** رہیں ہماری معیت اور صحابت کی پاک تاثیرات کے ثمرات حسنہ بالکل صاف ہیں۔ ہاں ان کی ادراک کے لئے فہم رسا چاہیئے۔ ان کے حصول کے لئے **رشد و صفا** چاہئے ساتھ ہی استقامت کے لئے اتقا چاہیئے ورنہ ہماری جانب سے تو چار دانگ عالم کے کانوں میں عرصہ سے کھول کھول کر منادی ہو رہی ہے کہ ؎

بیا مدم کہ رہِ صدق را درخشانم
بہ دلستان برم آنرا کہ پارسا باشد
کسیکہ سایۂ بالِ ہماش سود نداد
ہما بدرش کہ در وزِ بے ظلِ ما باشد
گلے کہ روئے خزان را ہرگز نخواہد دید
بباغ ماست اگر قسمت رسا باشد

ہم نے تو اس مائدہ الٰہی کو ہر کس و ناکس کے آگے رکھنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا مگر آگے ان کی اپنی **قسمت**! "وما علینا الا البلاغ"

اس سے تھوڑا زمانہ پہلے بڑے بڑے علما لکھ گئے تھے کہ مہدی موعود و مسیح موعود کی آمد کا زمانہ بالکل قریب ہے بلکہ بعض نے اس کی تائید میں اپنے اپنے مکاشفات بھی لکھے جب اس **نعمت** کا وقت آیا تو تمام **یہودی سیرتوں** نے اس کے قبول کرنے سے اعراض کر دیا ہے۔ اور صرف انکار پر ہی اکتفا نہیں کی بلکہ تکذیب پر ایسے تلے ہوئے ہیں کہ جس کا کوئی حد و حساب نہیں۔ مخالفت کا کوئی پہلو چھوڑ نہیں رکھا۔ ہر دجالیت و یہودیت کو عمل میں لایا جا رہا ہے۔ ہر وقت فنا و فتاریت کا بازار گرم کیا ہوا ہے کونسا ایذا و تکلیف دہی کا داؤ ہے جو پیش رود نہیں چلے۔ ہماری تخریب و استیصال کے لئے کونسا میدان تدبیر ہے جو ان کی اپنی مخالفت کی دوڑ دھوپ سے بچ رہا ہو استہزا و تضحیک کا کونسا پہلو باقی چھوڑ گیا ہو "یاحسرۃ علی العباد ما یاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزءون" مگر ان کی یہ فتنہ پردازیاں و گربہ مکاریاں کچھ ...... بھی عند اللہ وقعت نہیں رکھتیں۔ چہ جائیکہ ان کو کبھی کامیابی کا منہ دیکھنا

بھی نصیب ہو ؎

چراغیکہ ایزد برفروزد
ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

سچ پوچھو تو ان کی یہ مخالفتیں ہماری **مزرعہ کامیابی** کے لئے کھاد کا کام دے رہی ہیں کیونکہ اگر مخالفوں سے میدان صاف ہو جاوے۔ تو اس میدان کے مردان کارزار کے جوہر کس طرح ظاہر ہوں۔ اور انعامات الٰہی کے غنیمت سے ان کو کس طرح حصہ نصیب ہو۔ اور اگر اعدا کی مخالفت کا بحر مواج پایاب ہو جاوے۔ تو اس کے غواصوں کی کیا قدر ہو۔ اور وہ **بحر معانی** کے بے بہا گوہر کس طرح حاصل کر سکیں تا آں قال ؎

گر نبودے در مقابل روئے مکروہ سیاہ
کس چہ دانستی جمالِ شاہد گلفام را
گر نیفتادی بخصمے کار در جنگ و نبرد
کے شدی جوہر عیاں شمشیر خون آشام را

اس مخالفت کا کوئی ایسا ہی سر معلوم ہوتا ہے ورنہ ان کی مخالفت کے ارادے عنداللہ کیا قدر رکھتے ہیں اس ذات قادر مطلق کا تو صاف حکم ہے "اِنّ حزب اللہ ہم الغالبون" اور اس جنگ و جدال کا آخری انجام بھی بتا دیا ہے کہ "والعاقبۃ للمتقین"۔ مگر افسوس کہ با این ہمہ تو نہ اندیشی نہیں سمجھتے حالانکہ اس **نصرت الٰہی و تائید ایزدی** کا انہیں مشاہدہ و تجربہ بھی ہوتا رہتا ہے۔ اور ان کی ذلت و خسران و نامرادی کا انجام بھی کوئی پوشیدہ نہیں ہے کیوں نہ ہو ؎

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے
وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خس رہ کو اڑاتی ہے
وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے
غرض رکتی نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

قطع نظر ان یبوست مجسم مولویوں و خشک ملانوں کی موجودہ زمانہ کی **فقرا** کا گروہ بھی کچھ کم نہیں ہے۔ ان میں ریاکاری و ذاتی اغراض کی ایک زہر ہوتی ہے جو آخر کار ان کو ہلاک کر ڈالتی ہے ان کا ہر ایک قول و فعل و عمل ان کے نفسانی اغراض کے تابع ہوتا ہے اور اس میں کوئی نہ کوئی نہاں در نہاں ذاتی غرض مرکوز خاطر ہوتی ہے مثلاً خواہش مسخرات و طلب دنیا و جاہ طلبی وغیرہ وغیرہ تا کہ لوگ ان کی طرف رجوع کریں اور ان کی دنیوی عزت و مال و متاع میں ترقی ہو جس سے اپنے نفس امارہ کو خوش رکھیں۔ یہ ایسا سم قاتل ہے کہ اس کا انجام ہلاکت ہے بعض ان میں سے زمین کھود کر **چلہ** کرتے ہیں۔ نہ یہ حکم الٰہی ہے اور نہ سنت طریق نبوی۔

ریاکاری و مکاری کا خود تراشیدہ ایک خاصہ ڈھنگ ہے تاکہ لوگوں کو دام تزویر میں لایا جاوے۔ اور یہی ان کی دلی غرض ہوتی ہے۔ ان کی ایسی عملوں کی مثال **میدانی سراب** جیسی ہے کہ دور سے تو خوش نما صفا پانی دکھائی دیتا ہے مگر نزدیک جانے پر اس کی اصلی حقیقت کھل جاتی ہے کہ وہ تو صرف آنکھوں کو دھوکا ہی دھوکا تھا اس وقت تشنگان آب زلال کو بجز حسرت و پشیمانی کی اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ ایسے ریاکاروں کو جہنم حصہ ملتا ہے کیونکہ حق تعالےٰ سے وہ بالکل بیگانے اور **کوچہ یار حقیقی** سے بالکل ناآشنا ہوتے ہیں وہ معرفت الٰہی میں دل کے مردہ اور تن بگور ہوتے ہیں۔ شاید ایسوں ہی کے لئے یہ خطاب ہے ؎

کاملان حی اندر زیر زمین
تو بگوری باحیات این چنین

ان کی موت کی حالت عوام کالانعام سے بدتر ہوتی ہے۔ کیونکہ عوام تو سیدھے بن سے جیسا ان کو سمجھ میں آتا ہے ایسا ہی عمل کر لیتے ہیں ان کی طبیعت میں کوئی تکلف نہیں ہوتا بالکل سادگی سے **دین العجائز** پر چلتے ہیں مگر موجودہ **فقرا** کا گروہ تو عمداً اغراض نفسانی کو ملحوظ خاطر رکھکر ان تمام ریاکاری کے کاموں کو ایک **مزورانہ** طلسمات کے رنگ میں ظاہر کر رہا ہے انہیں عاقبت کی کچھ پروا نہیں ہے ؎

منازبا کلہ سبز و خرقہ پشمین
کہ زیر دلق ملمع فریبہا باشند

سو ہماری جماعت کو چاہیئے کہ ایسے تصنعات سے اپنے آپ کو بچاویں۔ اور اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راہ اور سنت نبوی پہ محکم قدم رکھکر چلیں تاکہ **منزل مقصود** پہ پہونچنے کے لئے ان کو کوئی روک حائل نہ ہو اور یہ چندروزہ زندگی رائگاں نہ جاوے جو آخرت میں سخت ندامت ذلت و حسرت کا باعث ہووے۔ اللہ تعالےٰ ہماری جماعت کو توفیق دیوے کہ وہ محض ابتغاء المرضات اللہ کی غرض سے راہ مستقیم پر چلکر منزل مقصود پر پہونچ جاویں اور **تخلیق** انسانی کے اصل مدعا کو پورا کریں آمین ثم آمین (۲ نومبر ۱۹۰۳ء)

نوٹ

بہ استثنائے ایک شعر کے جو بر عنوان درج ہے باقی اشعار مندرجہ مضمون ہذا اعلیحضرت اقدس جناب امام صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اثنائے تقریر نہیں فرمائے تھے مگر چونکہ بجز ایک شعر

بمنزل جاناں برسد ہماں مردے
کہ ہمہ دم در تلاش او دواں باشد

کے جو بوقت تحریر مضمون ہذا کے بیساختہ **روانی طبع** سے **احقر** کے منہ سے نکل گیا ہے باقیماندہ اکثر اشعار نے خود حضرت اقدس ہی کی زبان گوہر فشاں سے جنم لیا ہوا ہے۔ اور ان مواقعات پر چسپاں بھی تھے اس واسطے مناسب مواقعہ پر لکھدئے گئے ہیں۔ بذات خود بھی یہ **حقائق معارف** کا ایک خزینہ ہیں یا وثوق کامل ہے کہ ان کا ان مواقعات مناسبہ پر چسپاں ہونا بالفضل تعالیٰ بہت سے سعید فطرت و **راستی پسند** طبائع کو تکشیف حقائق و تلخیص دقائق میں مدد دیگا جس سے ان کو **احقاق حق و ابطال باطل** کی توفیق ملیگی۔ اللہ ... کرے ایسا ہی ہو آمین ثم آمین والسلام ۵ نومبر ۱۹۰۳ء

امام صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کمترین خادم احقر العباد الہ داد احمدی کلارک ضلع شاہ پور حال وارد قادیان

۵ نومبر ۱۹۰۳ء

الدنیا سجن للمومنین

فرمایا کہ آجکل ہندوستان سے ایک عورت آئی ہوئی ہیں (ان کے خاوند بھی آئے ہوئے تھے) وہ اکثر سوال کرتی رہتی ہیں اور میں ان کو سمجھایا کرتا ہوں ایک دن سوال کیا کہ اولیاؤں اور پیغمبروں پر بڑی بڑی مصیبت آتی ہے اور وہ ہمیشہ مصیبت کا نشانہ بنے رہتے ہیں تو میں نے جواب دیا کہ یہ بات غلط ہے اور قرآن شریف کے بھی بالکل برخلاف ہے۔ خدا کے اولیاؤں اور نبیوں پر تو ہمیشہ اس کے انعامات ہوتے ہیں وہ ان کا ہر مقام میں حافظ و ناصر ہوتا ہے پھر بے مصیبت کے کیا معنے عملی طور پر دیکھلو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کیا کامیابی حاصل ہوئی ان کا دشمن غرقاب کیا گیا اور موسیٰ علیہ السلام کو ان پر فتح حاصل ہوئی پھر داؤد علیہ السلام کو دیکھلو۔ عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھو کہ ان کے دشمن ہمیشہ ذلیل و خوار ہوتے رہے اور یہ سب کامیاب ہوتے رہے۔ ہمارے پیغمبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو عروج

حاصل ہوا۔ کیا اس کی نظیر مل سکتی ہے۔ ہر گز نہیں ہر گز نہیں۔ ہر گز یہ اُدعُ نقراً وزُلّت کے مصداق نہیں ہوئے۔

الدنیا سجن للمومن میں اگر سجن کے معنے یہ بھی کریں کہ اہل اللہ کو جو کچھ جنت میں ملیگا اس کے مقابلے میں یہ دنیا سجن ہے تو ٹھیک ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم اپنے اولیاء کو کبھی عذاب نہیں کرتے بلکہ اس دلیل سے یہود و نصاریٰ کے دعوے کی تردید کرتا ہے ان دونوں نے دعوےٰ کیا تھا کہ قالت الیہود والنصارے نحن ابناء اللہ واحباؤہ کہ ہم خدا کے پیارے اور بمنزلہ اس کی اولاد کے ہیں تو اس کا جواب خدا تعالےٰ نے یہ دیا قل فلم یعذبکم بذنوبکم کہ اگر تم خدا کے پیارے اور بمنزلہ اس کی اولاد کے ہو تو پھر تمہاری شامت اعمال پر تم کو وہ دکھ اور تکالیف کیوں دیتا ہے۔ پس اس سے ثابت ہے کہ جو خدا کے پیارے ہوتے ہیں ان کو دنیا میں دکھ نہیں ہوتا اور وہ ہر ایک قسم کے عذاب سے محفوظ ہوتے ہیں: اللّٰھم اجعلنا منھم۔ پس اگر اس کے پیاروں کو عذاب ہوتا رہے تو پھر کافروں میں اور ان میں کیا فرق ہوا۔ انبیاء پر اگر کوئی واقعہ مصیبت کے رنگ میں آتا ہے تو اس سے خدا تعالےٰ کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ اُن کے اخلاق کو وہ دنیا پر ظاہر کرے کہ جو ہماری طرف سے آتے ہیں اور ہمارے ہو جاتے ہیں وہ کن اخلاق فاضلہ کے صاحب ہوتے ہیں امام حسین علیہ السلام پر بھی ایسا واقعہ گذرا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی ایسے واقعات گذرے مگر صبر اور استقلال اور خدا تعالیٰ کی رضاء کو کسطرح مقدم رکھکر تبلایا۔

انسان کے اخلاق ہمیشہ دو رنگ میں ظاہر ہو سکتے ہیں یا ابتلاء کی حالتیں اور یا انعام کی حالتیں۔ اگر ایک ہی پہلو ہو۔ اور دوسرا نہ ہو تو پھر اخلاق کا پتہ نہیں مل سکتا۔ چونکہ خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلعم کے اخلاق مکمل کرنے تھے اس لئے کچھ حصہ آپ کی زندگی کا مکی ہے اور کچھ مدنی۔ مکہ کے دشمنوں کی بڑی بڑی ایذارسانی پر صبر کا نمونہ دکھایا اور باوجود ان لوگوں کو کمال سختی سے پیش آنے کے پھر بھی آپ ان سے حلم اور بردباری سے پیش آتے رہے اور جو پیغام خدا کی طرف سے لائے تھے اس کی تبلیغ میں کوتاہی نہ کی پھر مدینہ میں جب آپ کو عروج حاصل ہوا اور وہی دشمن گرفتار ہو کر پیش ہوئے تو ان میں سے اکثروں کو عفو کر دیا۔ باوجود قوت انتقام پانے کے پھر انتقام نہ لیا۔

اب حال میں مولوی عبد اللطیف صاحب شہید مرحوم کا نمونہ دیکھلو کہ کس قدر صبر اور استقلال سے اونہوں نے جان دی ہے۔ ایک شخص کو بار بار جان جانے کا خوف دلایا جاتا ہے اور اس سے بچنے کی امید دلائی جاتی ہے کہ اگر تو اپنے اعتقاد سے بظاہر توبہ کر دے تو تیری جان نہ لی جاوے گی مگر انہوں نے موت کو قبول کیا۔ اور حق سے روگردانی پسند نہ کی اب دیکھو اور سوچو کہ سے کیا کیا تسلی اور اطمینان خدا تعالےٰ کی طرف سے ملتا ہو گا کہ وہ اس طرح پر دنیا ومافیہا دیدہ دانستہ لات مارتا ہے اور موت کو اختیار کرتا ہے اگر وہ ذرا بھی توبہ کرتے تو خدا جانے امیر نے کیا کچھ اس کی عزۃ کرنی تھی مگر اونہوں نے خدا کے لئے تمام عزتوں کو خاک میں ملایا اور جان دینی قبول کی کیا یہ حیرت کی بات نہیں کہ آخر دم تک اور سنگساری کے آخری لمحہ تک ان کو مہلت توبہ کی دیجاتی ہے اور وہ خوب جانتے تھے کہ میری بیوی بچے ہیں لاکھہا روپے کی جائداد ہے۔ دوست یار بھی ہیں ان تمام نظاروں کو پیش نظر رکھکر اس آخری موت کی گھڑی میں بھی جان کی پروا نہ کی آخر ایک سرور اور لذت کی ہوا ان کے قلب پر چلتی تھی جس کے سامنے یہ تمام فراق کے نظارہ ہیچ تھے۔

اگر ان کو جبراً قتل کر دیا جاتا اور جان کے بچانے کا موقعہ نہ دیا جاتا تو اور بات تھی مجبوراً تو ایک عورت کو بھی انسان قتل کر سکتا ہے مگر ان کو بار بار موقعہ دیا گیا باوجود اس مہلت ملنے کے پھر موت اختیار کرنی بڑے ایمان کو چاہتی ہے اولیاء اللہ کی ایک خصلت ہوتی ہے کہ وہ موت کو پسند کرتے ہیں۔ سو انہوں نے یہ ظاہر کی۔

کار آمد احمدی ہمارے کام کا وہ انسان ہو سکتا ہے جبکہ ایک مدت اور کم از کم ایکسال ہماری مجلس میں رہے اور تمام ضروری امور کو سمجھ لیوے اور ہم اطمینان پا جاویں کہ تہذیب نفس اسے حاصل ہو گئی ہے تب وہ بطور مبلغ وغیرہ کے یورپ وغیرہ ممالک میں جا سکتا ہے مگر تہذیب نفس مشکل مرحلہ ہے۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھنا آسان مگر یہ مشکل۔ دینی تعلیم کے لئے بہت علوم کی ضرورت نہیں ہوتی۔ طہارۃ قلب اور شے ہے۔ خدا ایک نور جب دل میں پیدا کر دیتا ہے تو اس سے علوم خود حاصل ہوتے جاتے ہیں۔

ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دربارۂ امداد مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ایک ضروری امر اپنی جماعت کی توجہ کے لئے

اگرچہ میں خوب جانتا ہوں کہ جماعت کے بعض افراد ابھی تک اپنی روحانی کمزوری کی حالتیں ہیں یہاں تک کہ بعض کو اپنے وعدوں پر بھی ثابت رہنا مشکل ہے۔ لیکن جب میں اس استقامت اور جانفشانی کو دیکھتا ہوں جو صاحبزادہ مولوی محمد عبد اللطیف مرحوم سے ظہور میں آئی تو مجھے اپنی جماعت کی نسبت بہت امید بڑھ جاتی ہے کیونکہ جس خدا نے بعض افراد اس جماعت کو یہ توفیق دی کہ نہ صرف مال بلکہ جان بھی اس راہ میں قربان کر گئے۔ اس خدا کا یہ صریح منشاء معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت سے ایسے افراد اس جماعت میں پیدا کرے جو صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف کی روح رکھتے ہوں اور ان کی روحانیت کا ایک نیا پودہ ہوں جیسا کہ میں نے کشفی حالتیں واقعہ شہادۃ مولوی صاحب موصوف کے قریب دیکھا کہ ہمارے باغ میں سے ایک بلند شاخ سرو کی کاٹی گئی۔ ✱ اور میں نے کہا کہ اس شاخ کو زمین میں دوبارہ نصب کر دو تا وہ بڑھے اور پھولے۔ سو میں نے اس کی یہی تعبیر کی کہ خدا تعالیٰ بہت سے ان کے قائمقام پیدا کر دیگا۔ سو میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی وقت اس خواب کی تعبیر ظاہر ہو جاوے گی۔ مگر ابھی تک یہ حال ہے کہ اگر میں ایک تھوڑی سی بات بھی اس سلسلہ کے قائم رکھنے کے لئے جماعت کے آگے پیش کرتا ہوں تو ساتھ ہی میرے دل میں خیال آتا ہے کہ مبادا اس بات سے کسی کو ابتلا پیش نہ آوے۔ اب ایک ضروری بات جو اپنی جماعت

✱ اس سے پہلے ایک صریح وحی صاحبزادہ مولوی محمد عبد اللطیف صاحب مرحوم کی نسبت ہوئی تھی جب کہ وہ زندہ تھے بلکہ وہ قادیان ہی میں موجود تھے اور یہ وحی الٰہی میگزین انگریزی ماہ فروری ۱۹۰۳ء میں اور الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۳ء اور البدر ۱۶ جنوری ۱۹۰۳ء کالم ۲ میں شائع ہو چکی ہے جو مولوی صاحب کے بارہ میں ہے اور وہ یہ ہے "قتل خیبۃ و زید ھیبۃ" یعنی ایسی حالتیں مارا گیا کہ اس کی بات کو کسی نے نہ سنا اور اس کا مارا جانا ایک ہیبت ناک امر تھا۔ یعنی لوگوں کو بہت ہیبت ناک معلوم ہوا اور اس کا بڑا اثر دلوں پر ہوا۔ منہ

کے آگے پیش کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ لنگر خانہ کے لئے جسقدر میری جماعت وقتاً فوقتاً مدد کرتی رہتی ہے وہ قابل تعریف ہے ہاں اس مد میں پنجاب نے بہت حصہ لیا ہوا ہے اس کا سبب ہے کہ پنجاب کے لوگ اکثر میرے پاس آتے جاتے ہیں اور اگر دلوں میں غفلت کی وجہ کوئی سختی آجائے تو صحبت اور پے در پے ملاقات کے اثر سے وہ سختی بہت جلد دور ہوجاتی ہے اس لئے پنجاب کے لوگ خاص کر بعض افراد اُن کے محبت اور صدق اور اخلاص میں ترقی کرتے جاتے ہیں اور اسی وجہ سے ہر ایک ضرورت کے وقت وہ بڑی سرگرمی دکھلاتے ہیں اور سچی اطاعت کے آثار اُن سے ظاہر ہوتے ہیں اور یہ ملک دوسرے ملکوں سے نسبتاً کچھ نرم دل بھی ہے باایں ہمہ انصاف سے دور ہوگا اگر میں تمام دور کے مریدوں کو ایسے ہی سمجھ لوں کہ وہ ابھی اخلاص اور سرگرمی سے کچھ حصہ نہیں رکھتے کیونکہ صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب جس نے جانثاری کا نمونہ دکھلایا وہ بھی تو دور کی زمین کا رہنے والا تھا جس کے صدق اور وفا اور اخلاص اور استقامت کے آگے پنجاب کے بڑے بڑے مخلصوں کو بھی شرمندہ ہونا پڑتا ہے کہ وہ ایک شخص تھا کہ ہم سب سے پیچھے آیا اور سب سے آگے بڑھ گیا اسیطرح بعض دور دراز ملک کے مخلص بڑی بڑی خدمات مالی کر چکے ہیں اور اُن کے صدق و وفا میں کبھی فتور نہ آیا جیسا کہ اخویم سیٹھ عبدالرحمن صاحب تاجر مدراس اور چند ایسے اور دوست۔ لیکن کثرت تعداد کے لحاظ سے پنجاب کو مقدم رکھا گیا ہے کیونکہ پنجاب میں ہر ایک طبقہ کے آدمی خدمت دینی سے بہت حصہ لیتے ہیں اور دور کے اکثر لوگ اگرچہ ہماری سلسلہ میں داخل تو ہیں مگر بوجہ اس کے کہ ان کو صحبت کم نصیب ہوتی ہے اُن کے دل بکلی دنیا کے گند سے صاف نہیں ہیں۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو آخرکار وہ گند سے صاف ہوجائیں گے اور یا خدا تعالیٰ ان کو اس پاک سلسلہ سے کاٹ دیگا اور ایک مردار کی طرح مریگی۔ بڑی غلطی انسان کی دنیا پرستی ہے۔ یہ بدبخت اور منحوس دنیا کبھی خوف دلانے اور کبھی امید دینے سے اکثر لوگوں کو اپنے دام میں لے لیتی ہے اور وہ اسی میں مرتے ہیں نادان کہتا ہے کہ کیا ہم دنیا کو چھوڑ دیں اور یہ غلطی انسان کو نہیں چھوڑتی جب تک اُس کو بے ایمان کر کے ہلاک کرے۔ اے نادان کون کہتا ہے کہ تو اسباب کی رعایت چھوڑ دے مگر دل کو دنیا اور دنیا کے فریبوں سے الگ کر ورنہ تو ہلاک شدہ ہے۔ اور جس عیال کے لئے تو حد سے زیادہ بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ خدا کے فرائض کو بھی چھوڑتا ہے اور طرح طرح کی مکاریوں سے ایک شیطان بنجاتا ہے اس عیال کے لئے تو بدی کا بیج بوتا ہے اور ان کو تباہ کرتا ہے اس لئے کہ خدا تیری پناہ میں نہیں کیونکہ تو پارسا نہیں۔ خدا تیرے دل کی جڑ کو دیکھ رہا ہے سو تو بے وقت مریگا اور عیال کو تباہی میں ڈالیگا۔ لیکن وہ جو خدا کی طرف جھکا ہوا ہے اُس کی خوش قسمتی سے اُس کے زن و فرزند کو بھی حصہ ملے گا اور اُس کے مرنے کے بعد بھی وہ تباہ نہیں ہونگے

جو لوگ مجھ سے سچا تعلق رکھتے ہیں وہ اگرچہ ہزاروں کوس پر بھی ہیں تاہم ہمیشہ مجھے لکھتے رہتے ہیں اور دعائیں کرانے رہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ انہیں موقعہ دے تا وہ برکات صحبت حاصل کریں مگر افسوس کہ بعض ایسے ہیں کہ میں دیکھتا ہوں کہ قطع نظر ملاقات کے سالہا سال گذر جاتے ہیں اور ایک کارڈ بھی ان کی طرف سے نہیں آتا۔ اس سے میں سمجھتا ہوں کہ ان کے دل مر گئے ہیں اور اُن کے باطن کے چہرہ پر کوئی داغ جذام ہے میں تو بہت دعا کرتا ہوں کہ میری سب جماعت ان لوگوں میں ہو جاوے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور نماز پر قائم رہتے ہیں اور رات کو اُٹھ کر زمین پر گرتے ہیں اور روتے ہیں اور خدا کے فرائض کو ضائع نہیں کرتے اور بخیل اور ممسک اور غافل اور دنیا کے کیڑے نہیں ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ یہ میری دعائیں خدا تعالیٰ قبول کریگا اور مجھے دکھائیگا کہ اپنے پیچھے میں ایسے لوگوں کو چھوڑتا ہوں لیکن وہ لوگ جن کی آنکھیں زنا کرتی ہیں اور جن کے دل پاخانہ سے بدتر ہیں اور جن کو مرنا ہرگز یاد نہیں ہے میں اور میرا خدا اُن سے بیزار ہیں۔ میں بہت خوش ہوں گا اگر ایسے لوگ اس پیوند کو قطع کر لیں کیونکہ خدا اس جماعت کو ایک ایسی قوم بنانا چاہتا ہے جس کے نمونہ سے لوگوں کو خدا یاد آوے اور جو تقویٰ اور طہارت کے اول درجہ پر قائم ہوں اور جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیا ہو لیکن وہ مفسد لوگ جو میرے ہاتھ کے نیچے ہاتھ رکھکر اور یہ کہکر کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کیا پھر وہ اپنے گھروں میں جاکر ایسے مفاسد میں مشغول ہو جاتے ہیں کہ صرف دنیا ہی دنیا ان کے دلوں میں ہوتی ہے نہ اُن کی نظر پاک ہے نہ اُن کا دل پاک ہے اور نہ اُن کے ہاتھوں سے کوئی نیکی ہوتی ہے اور نہ اُن کے پیر کسی نیک کام کے لئے حرکت کرتے ہیں اور وہ اُس چوہے کی طرح ہیں جو تاریکی میں ہی پرورش پاتا ہے اور اُسی میں رہتا اور اُسی میں مرتا ہے وہ آسمان پر ہمارے سلسلہ سے کاٹے گئے ہیں وہ عبث کہتے ہیں کہ ہم اس جماعت میں داخل ہیں کیونکہ آسمان پر وہ داخل نہیں سمجھے جاتے جو شخص میری اس وصیت کو نہیں مانتا کہ درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے اور درحقیقت ایک پاک انقلاب اُس کی ہستی پر آجائے اور درحقیقت وہ پاک دل اور پاک ارادہ ہو جاوے اور پلیدی اور حرامکاری کا تمام چولہ اپنے بدن پر سے پھینکدے اور نوع انسان کا ہمدرد اور خدا کا سچا تابعدار اور اپنی تمام خودروی کو الوداع کہکر میرے پیچھے ہو لے میں اُس شخص کو اُس کتے سے مشابہت دیتا ہوں جو ایسی جگہ سے الگ نہیں ہوتا جہاں مردار پھینکا جاتا ہے اور جہاں گلے سڑے مردوں کی لاشیں ہوتی ہیں۔ کیا میں اس بات کا محتاج ہوں کہ وہ لوگ زبان سے میرے ساتھ ہوں اور اسطرح دیکھنے کے لئے ایک جماعت ہو۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تمام لوگ مجھے چھوڑ دیں اور ایک بھی میرے ساتھ نہ رہے تو میرا خدا میرے لئے ایک اور قوم پیدا کریگا جو صدق و وفا میں اُن سے بہتر ہوگی۔ یہ آسمانی کشش کام کر رہی ہے جو نیکدل لوگ میری طرف دوڑتے ہیں کوئی نہیں جو آسمانی کشش کو روک سکے بعض لوگ خدا سے زیادہ اپنے مکر اور فریب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ شاید اُن کے دلوں میں یہ بات پوشیدہ ہو کہ نبوتیں اور رسالتیں سب انسانی مکر ہیں اور اتفاقی طور پر شہرتیں اور قبولیتیں ہو جاتی ہیں۔ اس خیال سے کوئی خیال پلید تر نہیں اور ایسے انسان کو اُس خدا پر ایمان نہیں جس کے ارادہ کے بغیر ایک پتہ بھی گر نہیں سکتا۔ لعنتی ہیں ایسے دل اور ملعون ہیں ایسی طبیعتیں خدا ان کو ذلت سے ماریگا کیونکہ وہ خدا کے کارخانہ کے دشمن ہیں۔ ایسے لوگ درحقیقت دہریہ اور خبیث باطن ہوتے ہیں وہ جہنمی زندگی کے دن گذارتے ہیں اور مرنے کے بعد بجز جہنم کی آگ کے اُن کے حصہ میں کچھ نہیں۔

اب مختصر کلام یہ ہے کہ علاوہ لنگر خانہ اور میگزین کے جو انگریزی اور اردو میں نکلتا ہے جس کے لئے اکثر دوستوں نے سرگرمی ظاہر کی ہے ایک مدرسہ بھی قادیان میں کھولا گیا ہے اس سے یہ فائدہ ہے کہ نوعمر بچے ایک طرف تو تعلیم پاتے ہیں اور دوسری طرف ہمارے سلسلہ کے اصولوں سے واقفیت حاصل کرتے جاتے ہیں اس طرح پر بہت آسانی سے ایک جماعت طیار ہو جاتی ہے بلکہ بسا اوقات اُن کے ماں باپ بھی اس سلسلہ میں داخل ہو جاتے ہیں لیکن ان دنوں میں ہمارا یہ مدرسہ بڑی مشکلات میں پڑا ہوا ہے اور باوجودیکہ محبی عزیزی اخویم نواب محمد علی خان رئیس مالیر کوٹلہ اپنے پاس سے [illegible] روپیہ ماہوار دیکر اس مدرسہ کی مدد کرتے ہیں مگر پھر بھی اُستادوں کی تنخواہیں ماہ بماہ ادا نہیں ہوسکتیں صدہا روپیہ قرضہ سر پر رہتا ہے علاوہ اس کے مدرسہ کے متعلق کئی عمارتیں ضروری ہیں جو ابتک طیار نہیں ہو سکیں۔ یہ غم علاوہ اور غموں کے میری جان کو کھا رہا ہے اس کی بابت میں نے بہت سوچا کہ کیا کروں آخر یہ تدبیر میرے خیال میں آئی کہ میں اس وقت اپنی جماعت کے مخلصوں کو بڑے زور کے ساتھ اس بات کی طرف توجہ دلاؤں کہ [illegible] ہوں کہ پوری توجہ سے اس مدرسہ کے لئے کوئی ماہواری چندہ مقرر کریں تو چاہئے کہ ہر ایک ان میں سے ایک مستحکم عہد کے ساتھ کچھ مقرر کرے جس کے لئے وہ ہرگز تخلف نکرے مگر کسی مجبوری سے جو قضا و قدر سے واقع ہو اور جو صاحب ایسا نکر سکیں اُن کے لئے بالضرورۃ یہ تجویز سوچی گئی ہے کہ جو کچھ وہ لنگر خانہ کے لئے بھیجتے ہیں اس کا چہارم حصہ براہ راست مدرسہ کے لئے نواب صاحب موصوف کے نام بھیجدیں لنگر خانہ میں شامل کر کے ہرگز نہ بھیجیں۔ بلکہ علیحدہ منی آرڈر کرا کر بھیجیں۔ اگرچہ لنگر خانہ کا فکر ہر روز مجھ کو کرنا پڑتا ہے اور اس کا غم براہ راست میری طرف آتا ہے اور میری اوقات کو مشوش کرتا ہے۔ لیکن یہ غم بھی مجھ سے دیکھا نہیں جاتا اس لئے میں لکھتا ہوں کہ

اور اُن کے دلوں کو کھولدیگا۔ اب میں اسی قدر پر بس کرتا ہوں اور خدا تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ جو مضامین میں نے پیش کیا ہے میری جماعت کو اُس کو پورا کرنے کی توفیق دے۔ اور اُن کے مالوں میں برکت ڈالے اور اُن کا خود متکفل ہو اور اُن کے دلوں کو کھولدے۔ آمین ثم آمین والسلام علی من اتبع الہدیٰ

الراقم میرزا غلام احمد ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۳ء

نوٹ: مدرسہ کے متعلق تمام زر چندہ بنام خانصاحب محمد علی خانصاحب ڈائرکٹر مدرسہ آنا چاہئے اور تعلیم طلباء کے متعلق تمام خط و کتابت مفتی محمد صادق صاحب سپرنٹنڈنٹ تعلیم الاسلام سے ہونی چاہئے۔

مراسلات

زندہ جاوید امام

مولوی امام الدین اہل قرآن وممبر مجلس تعلیم القرآن وخادم کتاب المبین نے کتاب زندہ جاوید امام مشتمل اعتقادات ذیل مرتب کر کے اہل قرآن کی تصانیف میں ایک تصنیف کا اضافہ فرمایا ہے:

اوّل — امام کا پاک لفظ صرف انبیاء علیہ السلام کے لئے محفوظ تھا اب ہر کس و ناکس پر بولا جاتا ہے:

دوم — مولوی ملا لوگ جو امامت کا کام کرتے ہیں اور زمانہ سلف کے علمائے اسلام اور بادشاہان عالی جاہ جنہاد کرتے اور کتاب الحیل بناتے اور صوفیا جنکی بدولت اسلام کو سخت ضعف پہونچا۔ امام کے پاک لفظ کے مستحق نہیں ہیں۔

سوم — بفحوائے حدیث "ترکت فیکم واعظین صامتا وناطقا الصامت الموت والناطق القرآن" اور بموجب اقوال حضرۃ عمر وحضرۃ عبد اللہ بن عمر وغیرہ قرآن امام ہے

چہارم — بفحوائے آیت ومن قبلہ کتاب موسیٰ اماما ورحمۃ جو سورہ ہود ونیز احقاف میں ہے توراۃ اور قرآن امام ہے

پنجم — منتخب اللغات اور منتہی الارب کے رو سے آسمانی کتاب اور قرآن امام ہے

ششم — امام میں بارہ اوصاف مندرجہ زندہ جاوید امام ہونے چاہئیں جو قرآن میں موجود ہیں۔

پہلی تین اعتقادات دیباچہ میں درج ہیں اور باقی اعتقادات ایک دشمن اور بڑا خفش کو مد مقابل بناکر بطور ناول کے زیب رقم فرمائے گئے ہیں۔ بڑا خفش سے میرا مطلب صرف یہ ہے کہ سائل بڑا خفش تھا جیسا کہ سطور ذیل سے واضح ہوگا۔

افسوس ہے کہ مولوی صاحب۔ اہل تصانیف کے زمرہ میں شامل ہوکر ایسی تصنیف پیش کرتے ہیں جو بے شمار نقائص اور اعتراضات سے مملو ہے مثلاً

(۱) پہلے عقیدہ کو چوتھا عقیدہ رد کرتا ہے اگر امام کا لفظ صرف انبیاء کے لئے تھا تو کتاب موسیٰ کو کیوں امام کہا گیا۔

(۲) پہلے عقیدہ کی پانچواں عقیدہ تردید کرتا ہے کیونکہ لغت میں امام بمعنی پیش نماز۔ مقتدا۔ راہ۔ مصلح۔ برپا دارند۔ خلیفہ۔ امیر لشکر۔ دلیل راہ نما۔ وغیرہ بھی لکھا ہے ملاحظہ ہو منتہی الارب مستدلہ مولوی صاحب

(۳) پہلا عقیدہ بدیہیات کے خلاف ہے کیونکہ امام کا لفظ آجکل ہی کے لوگوں نے اپنے لئے استعمال نہیں کیا بلکہ گذشتہ تیرہ سو برس میں ہر ایک فن اور ہر ایک ملت کے بیشمار لوگوں کے واسطے یہ لفظ تجویز کیا گیا۔

(۴) پہلا عقیدہ قرآن کے برخلاف ہے۔ قرآن میں انبیاء شہداء صالحین۔ اور صدیقین کو منعم علیہم لکھا ہے اور عوام وخواص کو اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی دعا کی ترغیب دی گئی ہے اور نیز واجعلنا للمتقین اماما کی دعا کے لئے حکم دیا گیا ہے اگر امام کا لفظ صرف انبیاء کے لئے محفوظ تھا تو عوام وخاص کو ان دعاؤں کی اٹکل سکھلانے کی کیا ضرورت تھی۔

(۵) دوسرا عقیدہ بدیہی البطلان ہے۔ گزشتہ علمائے اسلام اور شاہان عالیمقام اور صوفیا کے حق میں مولوی صاحب نے جو کچھ دراز لسانی کی ہے اس کی پاداش اپنے وقت پر بھگتیں گے لیکن کوئی شخص جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل ہو گی کبھی صوفیا کے فرقہ کو ضعف اسلام کا باعث اور گزشتہ علمائے اسلام اور شاہان عالی مقام کو امام کے لفظ کا غیر مستحق قرار نہیں دے گا۔ رسول خدا صلعم نے علمائے امت کو انبیائے بنی اسرائیل سے مشابہ قرار دیا ہے اور ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کے آنے کی پیشگوئی فرمائی ہے اور یہ پیشگوئی پوری ہوتی رہی اور ہو رہی ہے۔ اور ایسا ہی قرآن ..... کا منشاء معلوم ہوتا ہے کما قال اللہ تعالیٰ "للناس اماما۔ للمتقین اماما۔ کل اناس بامامہم وجعلناہم آئمۃ یہدون بامرنا۔ جعلنا منہم آئمۃ یہدون بامرنا۔ ونجعلہم آئمۃ۔ فاسئلوا اہل الذکر۔ اولی الامر۔ وغیرہ بیسیوں آیات موجود ہیں

(۶) تیسرے عقیدہ کا ماخذ جو مولوی صاحب نے ظاہر فرمایا ہے وہ مولوی صاحب کو اہل قرآن کے زمرہ سے خارج کرتا ہے اور مولوی صاحب اپنے لکھے ہوئے القاب کے مستحق نہیں رہتے۔

(۷) چوتھے عقیدہ کا ایک جزو کہ قرآن امام ہے آیات مستدلہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ آیات مستدلہ سے صرف توراۃ کا امام ہونا مترشح ہوتا ہے۔

(۸) چھٹے عقیدہ کے واسطے یہ ثابت کرنا نہایت ضروری تھا جو نہیں کیا گیا کہ امام کے لئے بارہ صفات جو درج کتاب کئے گئے ہیں فلاں آیت کے رو سے ضروری ہیں۔ کیونکہ مولوی صاحب اہل قرآن ہیں۔

(۹) مولوی صاحب نے شروع رسالہ میں اسلام کے موجودہ تنزل کو تسلیم کیا اور رسول کریم صلعم کے بعد صرف قرآن کو امام بتلایا ہے۔ یہ بھی بڑی نادانی کی بات ہے کیونکہ اس پر مندرجہ ذیل اعتراضات ہیں۔

(الف) کیا تنزل کی حالت میں صرف سماوی کتب کافی ہوسکتی ہے۔

(ب) اگر ہوسکتی ہے اور ہے تو اسلام میں درحالیکہ امام (قرآن) موجود تھا تنزل کیوں ہوا۔

(ج) اگر سماوی کتاب کافی ہوسکتی ہے تو کبھی کوئی کتاب کیا بغیر پیغمبر کے نازل ہوئی؟ اور ایک کتاب کے واسطے ایک سے زیادہ پیغمبر کیوں مبعوث ہوئے؟

(۱۰) مولوی صاحب کا دعویٰ تو یہ ہے کہ قرآن کے بغیر کوئی شخص امام کے لفظ کا مستحق نہیں ہے اور اپنا نام تبدیل نہیں فرمایا لم تقولون ما لا تفعلون۔ (کیونکہ آپکا نام امام الدین ہے)

میں امید کرتا ہوں کہ مولوی صاحب رسالہ زندہ جاوید امام کے زندہ رکھنے کے لئے اور سعدی مرحوم کے شعر

گفتہ نمارد کسے باتو کار ۔ ولے چون بگفتی دلیلش بیار

پر عمل کر کے مندرجہ بالا اور دیگر ہمچو قسم سوالات کا جواب بھی قلمبند فرما کر شامل زندہ جاوید امام کر دیویں گے۔ اور آیت واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا کو جو مولوی صاحب کے رسالہ کے زیب عنوان ہے مدنظر رکھیں گے فقط باقی جواب آئندہ۔

احمد دین از گوجرانوالہ۔

۱۲ نومبر ۱۹۰۳ء

اہل حدیث کی غلط بیانی

اہل حدیث اپنے ۲۰ نومبر کے اشو میں لکھتا ہے کہ عدالت کے نقیب نے مرزا صاحب کو آواز دی۔ اگرچہ ہمارے نزدیک کوئی معیوب امر نہیں ہے کہ عدالت جب کسی کو حاضری کے لئے بلانا چاہے تو اس شخص کا نام لیکر اسے پکارا جاوے اور نہ قرآن اور حدیث میں ایسے امور کو ایک امام کی شان کے خلاف لکھا ہے بلکہ اولی الامر کی اطاعت کا حکم ہر ایک مومن کے لئے ضروری ہے مگر جو واقعہ اہل حدیث نے لکھا ہے وہ بالکل غلط ہے حضرت مرزا صاحب پہلے سے ہی عدالت کے کمرے میں موجود تھے اور عدالت نے آپ کو دیکھ کر فرمایا کہ مرزا صاحب تو تشریف لائے ہوئے ہیں مولوی کرم دین کو بلایا جاوے چنانچہ مولوی کرم دین صاحب نقیب کے ذریعہ سے بلائے گئے تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی دعا سے ایک مردہ کا زندہ ہونا

۱۲ نومبر کو جو مقدمہ کرم دین صاحب کی طرف سے حضرۃ اقدس اور حکیم فضل دین صاحب کے نام دائر تھا اس دن حکیم فضل دین صاحب بہت سخت بیمار تھے اور کوئی امید ان کے زیست کی نہ تھی۔ از روئے علم طب کے کوئی علامت ایسی موجود نہ تھی کہ جس کے ذریعے سے ان کی آئندہ زندگی وہم وخیال میں گذر سکتی۔ ایسی حالت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اچھا ان کے لئے دعا کریں گے۔ چنانچہ حکیم صاحب کو ڈاکٹر کے سرٹیفکٹ پر قادیان واپس روانہ کیا گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

وفات۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دختر [illegible] کی ولادت [illegible] ۲۸ نومبر ۱۹۰۳ء [illegible] بجے شب [illegible] دار فانی سے رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبریں

حضرت ام المومنین علیہا السلام کی طبیعت چند دن ناساز رہی مگر اب بفضل خدا آرام ہے۔

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی طبیعت نا حال ناساز ہے ایک دو دن کے لئے صحت ہو کر پھر بیماری عود کر آتی ہے آجکل اگرچہ آپکو مرض سے آرام ہے مگر ضعف نہایت درجہ کی ہے جس سے آپ شامل جماعت نہیں ہو سکتے۔

حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب بخیر و عافیت ہیں مگر ضعف اور کمزوری ابھی تک آپکے لاحق حال ہے

مولانا محمد احسن صاحب امروہی آجکل امامت نماز کی خدمت بجالاتے ہیں اور مخالفین کے رسائل کے جواب تحریر کرنے میں مصروف ہیں

مقدمہ کے مزید حالات ۔حکیم فضل دین صاحب حاضری عدالت سے ڈاکٹر کے سرٹفکیٹ پر ایکماہ کے لئے معذور قرار دئے گئے مولوی کرم دین کی شہادت استغاثہ میں مولوی مفتی عبد اللہ ٹونکی صاحب ۔مولوی اصغر علی صاحب [illegible] اور عبد اللہ صاحب [illegible] [illegible] صاحب شائق اور مولوی شیخ عبد اللہ صاحب [illegible] کو بلایا تھا مگر بسبب حاضر نہ ہونے اس لئے کرم دین صاحب کی طرف سے مولوی ثناء اللہ امرتسری ۔ اور اللہ دتا صاحب [illegible] اور میاں عبد السبحان مقیم مسانیاں شہادت میں گذرے ۔۱۳،۱۴ ۔ ۱۶ نومبر کو صرف مولوی کرم دین صاحب اور ایک گواہ ملک تاج الدین صاحب پر جرح ہوئی باقی گواہوں پر جرح باقی ہے

ہفتہ مختتمہ ۔ ۳۰ نومبر تک ذیل کے خاص اصحاب قادیان میں تشریف لائے ۔ بابو غلام غوث صاحب ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ افریقہ یوگنڈا ریلوے سے ۔محمد علی خان صاحب ساکن شاہجہان پور راولپنڈی سے ۔ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور سے ۔بابو خیر الدین صاحب گارڈ کوہاٹ سے ۔جناب عبد الغنی صاحب پٹیالہ سے ۔ میاں مددخان صاحب کشمیر سے ✤

قادیان ۔ میں موسمی بخار ابھی تک ہے مگر بہ نسبت سابق کے اب کچھ آرام ہے ✤

(اپنی نسبت)

میری طبیعت الحمد للہ کہ بہ نسبت پیشتر کے اب رو بصحت ہے مگر تاہم ضعف اس قدر ہے کہ فرائض منصبی کو بجا لانے سے قاصر ہوں ✤

محمد افضل

عالم اخبار

ہفتہ مختتمہ ۱۴ نومبر کو طاعون سے ہندوستان میں ۱۰۲۶۰ فوتیاں ہوئیں۔

ولایت کے اخباروں نے یہ افواہ مشہور کی ہے کہ امیر کابل ہندوستان میں تشریف لانے کا ارادہ رکھتے ہیں ✤

قلم [illegible] میں ایک نئی کان کوئلہ کی معلوم کی گئی ہے کہ جس کا کوئلہ بہت اعلیٰ قسم کا پایا گیا ہے حرارت اس کی بہت تیز ہے اور شملہ سے [illegible] میل کے فاصلہ پر مقام وادی چمپانا میں معلوم ہوئی ہے۔

بھوانی ۔ ایک قصبہ ضلع حصار میں تھا ہو کپڑے اور اناج کی اچھی منڈی تھی مگر طاعون نے دو ڈیڑھ ماہ سے اسے تباہ کر دیا ہے۔

امرتسر میں طاعون روز بروز ترقی پر ہے اور لوگ حیران و پریشان ہیں حیرانی و پریشانی سے کیا ہوتا ہے خدا سے صلح کریں تقوی سے طہارت اختیار کریں ۔ خدائی داعی سے جو منادی آتا ہے اس کی ہدایت پر عمل کریں خدا فضل کرے گا۔

تجویز درپیش ہے کہ ہندوستان اور یورپ کے مابین سلسلہ بے تار برقی کا قائم کیا جاوے اس کا مغربی سٹیشن اٹلی میں بنایا جاوے گا اور ہندوستان میں بمبئی یا اس کے قریب کوئی سٹیشن خبریں وصول کرنے والا ہوگا ✤

روس میں مجرموں کو بنفشئی رنگ کی روشنی میں رکھنے سے جنون کا مرض ہو گیا تھا لیکن سرخ اور نیلگون رنگ کی روشنی سے یہ مرض دور ہو جاتا ہے۔

ہانگ کانگ میں تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ حشرات الارض مثل کھٹمل پسو اور مکڑیاں وغیرہ بھی طاعون کے پھیلانے کا باعث ہیں ✤

جنوبی ہند کے ایک مقام [illegible] میں طغیانی سے سخت نقصان ہوا ہے ۔ ۵ ہزار آدمی بے خانمان ہو گئے ہیں اور دس ہزار کے قریب فاقوں سے ہلاک ہو گئے ہیں پردہ نشین مسلمان عورتوں کو سخت مصائب اور مشکلات کا سامنا ہے ان مصیبت زدوں کے لئے چندہ وغیرہ کی تجاویز درپیش ہیں اور اسی قسم کی طغیانی اور مقامات میں بھی ہوئی ہے جس سے بہت نقصان ہوا ہے۔

پیرس میں ایک نئی ایجاد ہوئی ہے جس سے عکسی تصویر قدرتی رنگوں میں اتر سکے گی ✤

گوجرانوالہ میں پھر طاعون کا زور سنا جاتا ہے ✤

بلگیریا میں عورتوں پر یہ ظلم روا رکھا جاتا ہے کہ وہاں کی رسوم کے مطابق دلہن کو ایکماہ تک خاموش رہنا پڑتا ہے۔ اگر وہ اس عرصہ میں کلام کرے تو سزا ملتی ہے صرف شوہر کے بلانے پر جواب دے سکتی ہے ۔جب یہ رسم ٹوٹنے کا دن آتا ہے تو خاوند کچھ تحفہ دلہن کو لا کر دیتا ہے اور پھر وہ عام طور پر بات چیت کر لیتی ہے ✤

اہل چین نے تجربہ کیا ہے کہ اگر چائے کے صندوق میں مردہ کی لاش سنبھال کر رکھی جاوے تو کئی سالوں تک خراب نہیں ہوتی ✤

(یوگندر پال آریہ کی ضمانت)

پیسہ اخبار نے ایک نامہ نگار کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جالندھر میں پنڈت سوامی یوگندر پال نے خالی [illegible] مباحثہ پر ہی قناعت نہ کی بلکہ اتوار کو لیکچر دیتے وقت مجمع عام میں دین اسلام اور اس کے بانی کے متعلق کچھ سخت سست الفاظ استعمال کئے جس سے ہندو مسلمانوں میں بگاڑ کا اندیشہ تھا اور مزید برآں دوسرے دن ایک اعلان مشتہر کیا کہ اس شام کو مذہب اسلام کی قلعی کھولی جائیگی نتیجہ یہ ہوا کہ سوامی صاحب کے نام وارنٹ گرفتاری جاری ہوا اور سوامی جی فی الحال ایکہزار روپے کی ضمانت پر ہیں ۔ اگلے ہفتہ ان کو عدالت میں جواب دہی کے لئے حاضر ہونا ہے ۔یہ وہی یوگندر پال ہے جس نے قادیان کے جلسہ میں منہ مانگا معجزہ حضرت مسیح کا دیکھا تھا اور اب اپنے کرم کا [illegible] ✤

طاعون کا ستیاناس [illegible] [illegible] مواضعات بمبئی میں ہے جہاں ایک ہی ہفتہ میں ایکہزار آدمی تلف ہوئے ۔ پنجاب بنگالہ اضلاع متحدہ [illegible] میں طاعون آہستہ آہستہ مگر مستقل طور پر ترقی کر رہی ہے ✤

شہر اور ضلع بنارس میں از سر نو طاعون پھوٹ پڑی ہے لوکل حکام حفظان صحت کی طرف حسب معمول متوجہ ہو گئے ہیں۔

دو جہاز کنلی اور پنڈاری میں جو ۱۹ کی صبح کو کلکتہ سے روانہ ہوئے مقام بابا پور کے قریب ٹکر ہوئی کنلی کو نقصان پہونچا جس کے باعث اسے بندرگاہ کو الٹا لوٹنا پڑا مگر جہاز پنڈاری نے اپنا سفر جاری رکھا ✤

پیسہ اخبار لکھتا ہے ہم بعض لوگوں کا خیال ہے کہ صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ کا صدر مقام [illegible] کے عنقریب آگرہ ہونیوالا ہے اور گورنمنٹ کے دفاتر الہ آباد سے [illegible] باوجود مدت تک صوبہ کا صدر مقام ہونے کے [illegible] صفائی پوش مکانات سے پر ہے خوبصورت اور عالیشان آگرہ میں جائینگے کہ جو بلحاظ اپنے [illegible] بازاروں اور قدیم [illegible] کے تمام ہندوستان پر سبقت رکھتا ہے [illegible] نئے نام میں آگرہ کا لفظ باوجود بالکل [illegible] ہونے کے ضروری سمجھ کر رکھا گیا ہے۔ اس سے بھی [illegible] خیال کی [illegible] ہوتی ہے۔ بہرحال اگر یہ خیال صحیح ہے [illegible] گورنمنٹ کی یہ حرکت بہتری کی علامت [illegible] ہوگی ✤

رسید [illegible] میاں عزیز الرحمن صاحب از کوہ منصوری [illegible]